کے زیرِ عنوان جو نظم ہے اُس میں سرمایہ داری کے عظیم و مہلک نقصانات بیان کرنے چاہئیں تھے لیکن ایسا نہیں کیا گیا بلکہ "صنفِ نازک، نوجوان، مزدور اور جمہور دوست" کو دنیا کے لیے سرمایۂ سکون و انبساط بتانے پر ہی قناعت کرلی گئی ہے۔ اس کے علاوہ یہ مسئلہ ایک مستقل بحث کا طلبگار رہے کہ "صنفِ نازک" بھی سرمایہ دارانہ اور ڈکٹیٹرانہ ذہنیت کی مالک ہوتی ہے اور اس لیے مزدور کے ساتھ اُس کا جوڑ کہاں تک مناسب ہے" بہرحال ضیا صاحب ہونہار شاعر معلوم ہوتے ہیں اُن کا کلام جدت طرازی، تخیل بلند، اور سلاست بیان سے عاری نہیں ہے۔ شروع میں انور مختار صاحب وکیل کا ایک طویل مقدمہ ہے جس میں اُنہوں نے ضیا صاحب کے کلام پر مختصر تبصرہ کیا ہے اور عصرِ نو کی خصوصیات پر روشنی ڈال کر عہدِ حاضر کے اکثر نوجوانوں کی ترجمانی ہے۔

(۱) صبر بادشاہ زادہ
(۲) ٹھوڑی تارا ماتھی چاند
(۳) لعل شاہزادہ
(۴) شہزادہ نے نواز

تقطیع خورد، ضخامت ۲۲ صفحے کتابت طباعت اور کاغذ بہتر قیمت فی کتاب کی ۲ر ملنے کا پتہ:- کتب خانہ علم و ادب اُردو بازار، جامع مسجد دہلی۔

یہ چاروں کتابیں مختصر افسانے ہیں جو دہلی کے نوجوان ادیب سید اشرف صاحب صبوحی منشی فاضل کے چکیدۂ قلم ہیں۔ ان کہانیوں میں اگرچہ پریوں اور جنوں کے دور از عقل و قیاس قصے بیان کیے گئے ہیں لیکن زبان اتنی شیریں اور ٹکسالی ہے کہ اُنہیں بار بار پڑھ کے بھی سیری نہیں ہوتی۔ ہمیں بڑی مسرت ہے کہ اب خاص دہلی میں ایسے نوجوان پیدا ہو رہے ہیں جو درحقیقت دلی کی ٹکسالی اُردو لکھنے پر بدرجۂ اتم قادر ہیں۔ اس خاص وصف کے لحاظ سے سید اشرف صبوحی صاحب کو مرزا فرحت اللہ بیگ ثانی بے تأمل کہا جا سکتا ہے۔ دلی کی ٹکسالی زبان اور اردو کے خاص محاوروں کا لطف لینے اور اُن سے واقفیت حاصل کرنے کا ذوق رکھنے والے اصحاب کو ان چاروں کتابوں کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ صبوحی صاحب اگر پریوں اور جنوں کے قصوں کے بجائے ہندستانی معاشرت و تمدن پر اسی انداز میں مضامین لکھیں تو اُردو پر یقیناً یہ اُن کا بڑا کرم ہوگا۔